Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعوت الی اللہ کے لئے تتبع نہایت ضروری ہے

دعوت الی اللہ کرنے والے پہلے اپنے دل کا جائزہ لیں۔ اس کام کو غم کی طرح جان سے لگائیں

اگر لگن ہو، توجّہ ہو، تعلق ہو تو اس کام میں بہت لطف آئے گا

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۲۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۲/۷۷ | سوموار ۲۹ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ، ۶ صلح ۱۳۷۱ہش، ۶ جنوری ۱۹۹۲ء | نمبر ۴

ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اے خدا ہم ترقی کے جس مقام پر ہیں اُسے آخری مقام نہ بنا

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۹ نبوت ۱۳۷۰ہش (۲۹ نومبر ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل لندن

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"دعوت الی اللہ کے کام کو زیادہ احسن رنگ میں چلانے کے متعلق میں نے چند باتیں پچھلے خطبہ میں عرض کی تھیں۔ اب میں اسی مضمون کو وہیں سے اٹھاتے ہوئے مزید کچھ باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

تتبع نہایت ضروری ہے

FOLLOW UP ایک انگریزی محاورہ ہے یعنی تتبع کرنا۔ ایک بات چلا کر پھر اس کی پیروی کرنا۔ جستجو کرنا اور دیکھنا کہ وہ بات اپنے مقصود تک پہنچی بھی ہے کہ نہیں۔ اس کی ایک بہت ہی خوبصورت تصویر قرآن کریم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کے واقعہ میں بیان فرمائی کہ جب اُن کی ماں نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور اللہ کی وحی کے مطابق بچے کو صندوق میں ڈال کر دریا کی لہروں میں بہا دیا تو پھر بہن کو بھیجا جو پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ کنارے پر چلتی تھی اور دیکھ رہی تھی کہ یہ ٹرنک یا لکڑی کا بکس جو بھی کہہ لیجئے یہ کہاں پہنچا اور کیسے پہنچا اور اس بچے کا کیا بنا۔ ایمان تو لازم تھا اس میں کوئی شک ہی نہیں لیکن جب یقین بھی ہو، خدا تعالیٰ کی وحی بتا رہی ہو کہ بچہ محفوظ ہو جائے گا اور اپنے اس اعلیٰ مقصد کو پالے گا جس کی خاطر تم یہ قربانی کر رہی ہو اس کے باوجود انسانی فطرت میں اگر محبت اور تعلق ہو تو یہ جستجو از خود پیدا ہوتی ہے کہ ہوگا تو سہی لیکن خود اپنی آنکھوں سے تو دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ وہ جستجو ہے جس کے نتیجہ میں انسانی منصوبوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر آدمی بات کہے اور نصیحت کرے اور اس بات اور نصیحت سے اس کا ذاتی گہرا قلبی تعلق نہ ہو یا اس شخص سے گہرا قلبی تعلق نہ ہو جس کو وہ بات کہتا ہے اور نصیحت کرتا ہے تو اسی حد تک اس کے تتبع میں کمی آجائے گی۔ بعض لوگ اس رنگ میں نصیحت کرتے ہیں کہ گلے سے بات اتاری اور کہتے ہیں ٹھیک ہے ہم نے جو کہہ دیا کہہ دیا۔ اب آگے تم جانو اور تمہارا کام جانے اور کچھ لوگ ہیں جو نصیحت کرنے کے بعد اُس کے اثر کو دیکھتے ہیں۔ اثر نہیں پڑتا تو ان کا دل غم سے ہلکان ہونے لگتا ہے۔ اپنی زندگی کو اس نصیحت کی خاطر اس طرح غم میں گھلا گھلا کر زندگی کا نقصان کر رہے ہوتے ہیں کہ دیکھنے والا یا سننے والا ان کے ظاہر سے اندازہ بھی نہیں لگا سکتا کہ ان کی کیا کیفیت ہے لیکن عالم الغیب خدا جانتا ہے یا وہ خود جانتے ہیں کہ ان کی کیا حالت ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایسا ہی نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے۔ (الشعراء: ۴) اے میرے بندے! تو اپنے آپ کو اس غم میں ہلاک کرے گا کہ تیری باتیں ان پر اثر نہیں کر رہیں اور وہ ایمان نہیں لا رہے تو یہ دعوت الی اللہ کی رُوح ہے جس کا معراج حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صورت میں دنیا میں ظاہر ہوا اور اس کیفیت کو قرآن کریم نے ہمیشہ کے لئے ہمارے سامنے رکھ کر زندۂ جاوید کر دیا۔ یہی وہ طریق ہے جو ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کو بھی اختیار کرنا ہوگا اور ہر شخص کو بھی جس نے دعوت الی اللہ کے پروگرام مرتب کرنے ہوں۔ نصیحت آپ تک پہنچتی ہے۔ آپ اس نصیحت کو آگے پہنچا بھی دیتے ہیں جو اکثر صورتوں میں نہیں پہنچاتے۔ اس سلسلہ میں میں پہلے بات کر چکا ہوں۔ پہنچا بھی دیتے ہیں تو آپ کا فرض پورا نہیں ہو جاتا جب ایک منتظم کو یہ اطلاع ملتی ہے یا امیر کو منتظمین کی طرف سے یہ اطلاع ملتی ہے کہ ہماری تحریک پر فلاں فلاں جماعت میں اتنے اتنے دعوت الی اللہ کرنے والے یا دعوت الی اللہ کی تمنا رکھنے والے پیدا ہو چکے ہیں تو اس اطلاع کے بعد ایک حصہ دل کا مطمئن ہو جانا چاہیئے کہ نصیحت کسی حد تک کارگر ہوئی اور بات آگے چل پڑی لیکن پھر وہ دعوت الی اللہ کرنے والے کیسے پیدا ہوئے۔ انہوں نے ان نیک ارادوں کو عمل میں ڈھالا کہ نہیں اور مستقل مزاجی کے ساتھ ان کی پیروی کی یا نہیں۔ دعوت الی اللہ کی تو کس رنگ میں کی۔ اس کے نتائج کیسے نکلے۔ یہ سارا ایک سلسلہ ہے جو دعوت کا پہلا پیغام پہنچانے کے نتیجہ میں چل پڑتا ہے اور (دعوت الی اللہ) کے نتیجہ میں احمدی ہونے والے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ سلسلہ اس رنگ میں کڑی کے بعد دوسری کڑی جاری ہوا کہ نہیں۔ یہ سوال ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو دل میں اٹھنا چاہیئے اور اگر کسی شخص کو کسی کام سے دلی لگن ہو تو یہ سوال ضرور اُٹھے گا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کی طرح دریا کے کنارے کنارے چلے گا، بار بار نظریں ڈالے گا اور دیکھے گا کہ اس پروگرام کو جو مَیں نے جاری کیا تھا یہ کس انجام کو پہنچا ہے اور اگر اس کی حالت اَور ترقی کرے تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل کے مشابہ کہ کسی حد تک، سو فیصد تو ممکن نہیں، کوئی اَور اس کیفیت کو پا سکے لیکن کسی حد تک اس کیفیت کو اپنے دل میں محسوس کرے گا اور اس پروگرام سے اس کو دلی محبت پیدا ہو جائے گی۔ ایسی محبت ہو گی جیسے ایک مصنّف کو اپنی تصنیف سے یا ایک مصوّر کو اپنی تصویر سے ہوتی ہے۔ ہر خالق کو اپنی مخلوق سے محبت ہوتی ہے۔ پس ان منصوبوں کو جو اپنا بنا لیں۔ اپنے دل کو لگا لیں۔ اپنا ذاتی کام سمجھنے لگ جائیں اور اس منصوبے سے ان کو پیار ہو جائے، ان کے کاموں میں اَور قسم کے رنگ پیدا ہوتے ہیں اور اَور طرح کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

دعوت الی اللہ کے کام کو غم کی طرح جان سے لگاؤ

پس دعوت الی اللہ سے متعلق تمام عہدیداروں کو خواہ وہ منتظم ہوں، ناظم ہوں، سیکرٹری ہوں یا امراء ہوں مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے دل کا پہلے جائزہ لیں کہ کیا آپ نے اس کام کو اپنی جان کے ساتھ اس طرح لگا لیا ہے جیسے غم لگ جایا کرتے ہیں جیسے لگن لگ جاتی ہے۔ جیسے عاشق کو عشق کھانے لگ جاتا ہے۔ کیا ایسی کیفیت آپ کی اس پروگرام سے متعلق پیدا ہوئی ہے یا نہیں یا کچھ نہ کچھ اس قسم کی کیفیت آپ محسوس کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر ابھی یہ کام آپ کے بس میں نہیں۔ آپ کو اپنا کچھ اور تعلق دین کے کاموں سے اور دین کے کاموں کے اپنی تکمیل تک پہنچنے کے معاملہ سے بڑھانا پڑے گا۔ یہ تعلق بڑھے گا تو کام آگے چلے گا۔ اگر یہ تعلق نہیں بڑھے گا تو سب چیزیں وہیں وہیں کھڑی رہ جائیں گی جہاں پہلی حالت میں تھیں اور یہی عموماً ہوتا ہے۔ پس لگن کے نتیجہ میں جستجو اور تتبع پیدا ہونا چاہیئے اور اگر یہ نہیں ہے تو اسی حد تک آپ کے دل کی لگن میں اور اس کے تعلق میں کمی ہے۔ آگے پھر اس کام کو کرنا کس طرح ہے؟ کام تو اتنا زیادہ ہے کہ اس سلسلہ میں فوری طور پر کسی کے لئے ممکن نہیں ہے کہ ہر دعوت الی اللہ کرنے والے تک پہنچ کر اس کی کیفیات کا جائزہ لے، اس کے پروگرام کا جائزہ لے۔ وہ پروگرام کس طرح چلا رہا ہے ان باتوں کا جائزہ لے۔ یہ لمبا کام ہے لیکن اس کا آغاز ہونا چاہیئے اور اگر آغاز درست ہو جائے تو (اللہ نے چاہا تو) رفتہ رفتہ یہ کام سنبھالا جائے گا۔

امراء کو چاہیئے کہ اپنے سیکرٹری (دعوت الی اللہ) سے اس معاملہ میں باقاعدہ سِٹنگ SITTINGS کریں مجلس عاملہ کے علاوہ بھی ان کو بلائیں۔ ان کے ساتھ بیٹھیں۔ ان سے پوچھیں کہ آپ نے اس سلسلہ میں اب تک کیا کیا ہے اور پھر دیکھیں کہ کیا جن لوگوں نے دعوت الی اللہ کے وعدے کئے تھے ان تک یہ سیکرٹری (دعوت الی اللہ) یا ان کے نائبین پہنچے بھی ہیں کہ نہیں اور مل کر تفصیل سے صورتِ حال کا جائزہ لیا ہے کہ نہیں۔ مثلاً انگلستان کی مثال لیجیئے اگر برمنگھم سے ۱۰۰ دعوت الی اللہ کرنے والے اپنا نام اس فہرست میں درج کرا دیتے ہیں اور ہر سال ان اعداد و شمار کا اعادہ ہوتا رہتا ہے اور عملاً کوئی جا کر دیکھتا نہیں کہ انہوں نے پچھلے سال کیا کیا تھا تو یہ اپنے نفس کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ یونہی وہموں میں بسنے والی بات ہے کہ ہم کوئی کام کر رہے ہیں۔ لازمی طور پر اس کا نتیجہ یہ نکلنا چاہیئے تھا کہ اوّل تو امیر مرکزی سیکرٹری (دعوت الی اللہ) کا اس معاملہ میں جائزہ لیتا اور جب اس کو رپورٹ پہنچتی تو وہ خوشی کا اظہار کرتے ہی یہ پوچھتا کہ تم نے اس کے بعد کیا کیا؟ پتہ کیا ہے وہ کون لوگ ہیں؟ معلوم کیا ہے کن کن لوگوں کو (دعوت الی اللہ) کر رہے ہیں؟ ان کا (دعوت الی اللہ) کا طریق کیا ہے؟ (دعوت الی اللہ) کے لئے جو مواد ضروری ہے وہ ان کو مہیا بھی ہے کہ نہیں؟ غلط طریق پر اگر کام کر رہے ہیں تو کسی نے کبھی معلوم کر کے ان کو سمجھانے کی بھی کوشش کی ہے کہ نہیں؟ اگر یہ نہیں تو پھر یہ کام تسلی بخش نہیں۔ محض ایک فہرست ہے۔ پھر اُن کو سمجھائیے اور بعض دفعہ اپنے دوروں کے دوران ان مقامات پر جا کر مثال کے طور پر بعض رابطے پیدا کر کے دکھائیے اور بتائیے کہ اس طرح کام ہوتا ہے مثلاً ایک سیکرٹری (دعوت الی اللہ) اگر پوری طرح کام کرنے والا ہو اور وہاں جماعت کی تعداد خاطر خواہ ہو تو اس کو تو اتنا وقت میسّر ہی نہیں آ سکتا کہ اپنے روزمرّہ کے کام اور (دعوت الی اللہ) کے علاوہ اُسے کوئی ہوش رہے۔ اتنے تفصیلی دورے کرنے پڑیں گے اور مختلف جگہوں پر ٹھہر ٹھہر کر اتنے وسیع رابطے کرنے پڑیں گے کہ بڑی جماعتوں میں تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ ۲۴ گھنٹے کے دن کے اندر کسی حد تک تو کام سمائے جا سکتے ہیں حد سے زیادہ کام تو نہیں سمائے جا سکتے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ٹیمیں بنانی پڑیں گی۔ اُس مجبوری کا تقاضا یہ ہے کہ اُسے اپنے ساتھ اپنے نائبین تیار کرنے پڑیں گے اور مثلاً وہ یہ کام کر سکتا ہے کہ ایک مرکزی ٹیم بنائے۔ مختلف ایسے نوجوان چُنے جن کے پاس پہلے کام نہیں ہیں۔ بے شک ایسے چنے جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے جو دین کی خدمت نہ کرنے کے نتیجہ میں بھٹک رہے ہیں۔ اور بھٹک رہے ہیں اُن سے رابطہ قائم کرے اور اس رابطہ کے قیام کے لئے ضروری نہیں کہ پہلے اُن کو بتائے کہ یہ کام تم سے لینا ہے بلکہ نظر ڈال کر پیار اور محبت سے اُن کو کبھی چائے پر بُلا کر کبھی کسی اور رنگ میں اُن سے ذاتی تعلق قائم کرے اور پھر کہے کہ مَیں دورے پر جا رہا ہوں کیا آپ بھی میرے ساتھ چل سکتے ہیں۔ آیئے ہم تجربہ کرتے ہیں اور مل کر دیکھتے ہیں کہ ہم دین کی کس حد تک خدمت کر سکتے ہیں۔ بعینہٖ الفاظ تو اس طرح ضروری نہیں مگر مفہوم یہی ہے جو گفتگو کا ہونا چاہیئے اور اس کے علاوہ سلسلہ کی خدمت کرنے والے اور خدمت کا جذبہ رکھنے والے دوسرے دوستوں کو بھی ساتھ شامل کرے اور ضروری نہیں کہ ہر جگہ یہ ساری کی ساری ٹیم پہنچے۔ بعض جگہوں میں ایک دو کو لیا جا سکتا ہے۔ بعض جگہوں پر جانے کے لئے دوسرے دو تین کو اختیار کیا جا سکتا ہے تو اپنے ساتھ کچھ نہ کچھ ایسے نائبین لے کر جائے یا ایسے احباب جماعت لے کر جائے جن کو آئندہ نائب بنانا مقصود ہو۔ اور کام کی تربیت دینا مقصود ہو۔ وہاں پہنچ کر پریذیڈنٹ سے رابطہ کرتا ہے، بتاتا ہے کہ میں اس غرض سے آیا ہوں یا ہم اس غرض سے آئے ہیں۔ پھر ایک ایک شخص سے ملنے کا پروگرام بنایا جائے۔ صرف میٹنگ ہی نہ بلائی جائے کیونکہ میٹنگز میں بعض باتیں ہوتی ہیں اور بیک وقت بہت سارے لوگوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ مگر انفرادی سطح پر جب تک تتبع نہ کیا جائے کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا تو ان تک پہنچنے کے لئے پروگرام بنا کر جایا جائے

لگن، توجہ اور تعلق سے بہت لطف آئے گا

ہر شخص کے اپنے اوقات ہیں۔ کافی سر دردی کرنی پڑے گی۔ لیکن جو محبت کے ساتھ کام کیا جائے وہ فی الحقیقت سر دردی نہیں بلکہ دل کا درد بن جاتا ہے اور سر دردی مصیبت ہوتی ہے اور دل کا درد بہت پیاری چیز ہے تو بظاہر سر دردی ہے لیکن اگر لگن ہو، توجہ ہو، تعلق ہو تو اس کام میں بہت لطف آئے گا۔ رابطے پیدا کرنے ہوں گے۔ کوئی کہے گا کہ جی! میرے پاس تو وقت نہیں ہے۔ اچھا جی! مجھے بتائیں کہ میں کب آپ کے پاس آ سکتا ہوں۔ ہم نے ضروری باتیں کرنی ہیں۔ کسی ایک سے جس سے بھی وقت طے ہو اُس تک پہنچ کر پوچھا جا سکتا ہے کہ جی بتایئے آپ نے دعوت الی اللہ میں نام لکھایا تھا، کیا کیا ہے؟ کن کن لوگوں تک آپ پہنچے ہیں یا پہنچ سکتے ہیں۔ اگر اُس سے پہلے وہ سارے جائزے مکمل ہوں جن کے متعلق پہلے بارہا نصیحت کی جا چکی ہے تو یہ کام بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً جائزوں کے سلسلہ میں بارہا یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ETHNIC MINORITIES یعنی مختلف قسم کے اقلیتی گروہ جو بعض ملکوں میں بستے ہیں ان کے متعلق مکمل معلومات حاصل کی جائیں اور اُن معلومات کا سب سے زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلق سیکرٹری (دعوت الی اللہ) سے ہے۔ جس ملک کی معلومات حاصل ہوتی ہیں اُس کو پھر آگے تجزیہ کرکے شہروار تقسیم کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی۔ ورنہ ان معلومات کا فائدہ کوئی نہیں تو یہ ایک الگ مضمون ہے جو پہلے بارہا بیان کیا جا چکا ہے اور ہدایات ہیں مختلف جماعتوں کو پہنچایا جا چکا ہے۔ مختصراً تعارف کے طور پر مَیں ذکر کر رہا ہوں کہ مقصد یہ ہے کہ ہر ملک میں مختلف قسم کے طبقات کی معلومات سیکرٹری (دعوت الی اللہ) کے پاس ہونی ضروری ہیں۔ وہ لوگ جو مقامی طور پر اُس ملک کے باشندے ہیں ان کی طبقاتی تقسیم، ان کی معاشرتی، اقتصادی اور نظریاتی تقسیم وغیرہ وغیرہ، کئی رنگ میں ان کی گروہ بندی کی جاسکتی ہے۔ طلباء ہیں۔ مصنفین ہیں۔ اخبارات سے تعلق رکھنے والے۔ ریڈیو ٹیلی ویژن سے تعلق رکھنے والے۔ سیاسی لیڈر۔ زمیندار۔ تاجر طبقہ اور اسی قسم کے اور کئی طبقات ہیں ان کی مقامی سطح پر تقسیم ہو سکتی ہے اور اس کے علاوہ جو بیرونی لوگ وہاں بسے ہوئے ہیں ان کے متعلق معلومات حاصل ہو سکتی ہیں اور ہونی چاہئیں۔ مثلاً جب مَیں پرتگال گیا تو وہاں کے (مربی اللہ کے فضل سے) چونکہ (دعوت الی اللہ) پر نظر رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے بعض ایسے دوستوں سے بھی رابطے کئے ہوئے تھے جن کا پرتگال سے تعلق نہیں ہے۔ جب مَیں نے ان سے مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا تو افریقہ کے ایک ملک کے نمائندے جو وہاں موجود تھے انہوں نے اپنے ملک کے باشندوں کی جو معلومات مہیا کیں تو اتنا بڑا کام اُن کے اندر ہو سکتا تھا کہ (مربی) کو اور کاموں کے لئے بڑی مشکل سے وقت نکالنا پڑتا اور وہ ایسے لوگ ہیں جن کو احمدیت کی مقامی لوگوں کے مقابل پر زیادہ آسانی سے سمجھ آسکتی ہے۔ کیونکہ ان ملکوں میں یعنی افریقہ کے بعض ملکوں میں (دینِ حق) کا گہرا اثر ہے اور احمدیت کو سمجھنا ان کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔ پھر وہ گھر سے بے گھر ہوئے ہوئے لوگ اگر ان کو ایک مشن سے تعلق پیدا ہو جائے تو یہ اُن کے لئے سہارے کا موجب بھی بنتا ہے اور اُن کے اندر ایک طبعی کشش پائی جاتی ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسی جگہ ہو جہاں ان کا اڈّا ہو۔ جہاں مشکل کے وقت جاسکیں جہاں بیٹھ کر اپنے دل کے دُکھ درد بیان کر سکیں اور یقین ہو کہ اُس کے جواب میں سچی ہمدردی پیدا ہوگی۔ پس ان کی بھی ضرورتیں ہیں۔ ایسے گروہ ایک نہیں بلکہ ایک سے زائد ہیں چنانچہ اُن کی طرف مَیں نے اپنے (مربی) صاحب کو توجہ دلائی کہ آپ ان میں کام کریں اور ان لوگوں سے کام لیں۔ یہ جو آپ کے پاس آتے ہیں۔ بعض ان میں سے بیعت کر چکے ہیں۔ بعض نے نہیں کی۔ ان سے آگے کام چلائیں۔ وہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کو آپ کے پاس لے کر آئیں ورنہ اگر آپ نے محض ڈاک میں لٹریچر بھیجنا شروع کیا تو اکثر اوقات اُس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ آپ کو بھی اشتہار پہنچتے رہتے ہیں اور کئی قسم کے لٹریچر پہنچتے رہتے ہیں جن چیزوں میں آپ کو ذاتی دلچسپی ہے ان میں آپ کچھ نظر ڈال بھی لیتے ہیں مگر عام طور پر اُس کو ایک نظر ڈال کر پھینک دیتے ہیں۔ مذہب کے پیغام میں دُنیا سب سے کم دلچسپی لیتی ہے کیونکہ یہ پیغام سُنتے ہی آدمی سمجھتا ہے کہ مجھے تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ مجھے اپنے تعلقات کے دائرے سے منقطع کرانے کی کوشش کی جائے گی اور خواہ مخواہ کی مصیبت میں سہیڑوں، کیا ضرورت ہے؟۔ پس اگر پہلے کوئی اور تعلق قائم نہ ہو چکا ہو تو بیرونی طور پر ذاتی رابطے کے بغیر جو پیغام پہنچتے ہیں بالعموم انسان ان میں دلچسپی نہیں لیتا۔ اس پہلو کو مَیں الگ زیرِ بحث لاؤں گا کہ ایسا کام اگر کرنا ہو تو دلچسپی پیدا کرنے کے ذرائع کیا ہیں۔ مگر مَیں واپس اس مقام پر پہنچتا ہوں جہاں سے بات دوسری طرف چل پڑی کہ ایسے شخص سے آپ کو آخر یہ پوچھنا چاہیئے کہ میری معلومات کے مطابق یہاں چینی بھی بستے ہیں۔ روسی بھی بستے ہیں۔ پرتگیزی بھی آئے ہوئے ہیں۔ افریقہ کے فلاں فلاں ممالک کے لوگ ہیں۔ ویسٹ انڈینز (WEST INDIANS) ہیں۔ بہت سے طبقات ہیں۔ آپ کے ماحول میں بھی کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں۔ کبھی آپ نے معلومات حاصل کیں؟ آپ کے ساتھ کام کرنے والوں میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو آپ نے کبھی رابطے کی کوشش کی اور رابطے کی کوشش اگر کی تو کس طرح کی۔ اگر ایک اجنبی آدمی کو آپ رابطہ کرکے یہ کہنا شروع کردیں

کہ آؤ (دینِ حق) قبول کر لو تو ذاتی رابطے کے باوجود وہ کچھ تو سُنے گا لیکن طبعاً اُس کے دل میں اُس کے خلاف ردِ عمل ہوگا۔ جس کو (دعوت الی اللہ) کی جاتی ہے۔ پہلے اُس کی دلچسپی کے دائروں کی تلاش کرنی پڑتی ہے اس لئے جب آپ یہ مضمون چھیڑیں گے تو اور تفاصیل میں جانا پڑے گا۔ بات سے بات نکلتی چلی جائے گی۔ اگر اُس نے مثال کے طور پر رابطے کئے ہیں تو آپ کا کام ہے کہ اُس سے پوچھیں کہ رابطے کا نتیجہ کیا نکلا۔ ایک چینی نے کیا جواب دیا۔ ایک ترک نے کیا جواب دیا۔ ایک گیمبین (GAMBIAN) نے کیا جواب دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر دلچسپی نہیں لی تو کیا آپ نے جائزہ لیا ہے کہ اُس کو کن باتوں میں دلچسپی ہے کس طرح اُس کے دل میں احمدیت کے لئے کرید پیدا کرنے کے امکانات ہیں تو تفصیلی بحث انفرادی بحث تک جا پہنچے گی اور ہر شخص جو زیرِ (دعوت الی اللہ) ہے اُس کے متعلق اُس سے گفتگو کرنی پڑے گی۔ اس سلسلہ اُس کو نیک مشورے دینے پڑیں گے اور سیکرٹری (دعوت الی اللہ) جو اس طرح کام کرتا ہے اس کو رفتہ رفتہ اتنا وسیع تجربہ ہونے لگ جاتا ہے کہ واقعی اُس کے اندر یہ اہلیت پیدا ہوتی ہے کہ ہر صورتِ حال میں ایک مفید اور اچھا مشورہ دے سکے۔ اور کچھ اس کی معلومات پہلے ہی وسیع ہوتی ہیں۔ اس رنگ میں اُس کے جو ساتھی ہیں ان کی بھی تربیت ہو رہی ہوتی ہے۔ لیکن اس مثال کو ابھی کچھ اور آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ مثلاً ایک چینی ہے۔ اگر آپ اس چینی کو جو انگلستان میں بس رہا ہے یا کہیں ٹھہرا ہوا ہے جا کر یہ کہیں کہ آؤ (دینِ حق) کے متعلق معلومات حاصل کرو۔ میرا نہیں خیال کہ وہ اس میں کوئی دلچسپی لے گا لیکن اگر آپ کوئی ایسا سووینیئر مثلاً پیش کریں جس میں چینی لوگوں سے رابطہ پیدا ہونے کا ذکر ہو۔ ایسا کوئی سووینیئر نہیں ہے۔ مَیں مثال کے طور پر کہہ رہا ہوں بعض دوسری قوموں کے ہیں تو جس قوم سے بھی رابطہ ہے اُس کے متعلق اگر کوئی ایسی دلچسپ چیز آپ اُس کو دکھانے لگیں جس سے اُس کو معلوم ہو کہ ہمارے ملک میں اُس جماعت کا بڑا وقار ہے اور اُس جماعت نے خدمات کی ہوئی ہیں اور ہمارے ملک کے معززین ان لوگوں کی عزت کرتے ہیں تو اچانک اُس کے دل کے تعلق میں قربت کا ایک رجحان پیدا ہوگا۔ وہ آپ کے لئے اس طرح اجنبی نہیں رہے گا بلکہ شناسائی کے امکانات پیدا ہو جائیں گے اور قریب آئے گا پھر آپ اس کو اور باتیں سمجھا سکتے ہیں۔ ہماری جماعت کی رُوح کیا ہے۔ ہم کس طرح کام کرتے ہیں۔ پھر آپ افریقن قوم کے متعلق اور افریقہ کی اُس قوم کے متعلق جس کا وہ باشندہ ہے (میرا مطلب ہے اگر وہ افریقہ کا ہو تو) مزید دلچسپی لے سکتے ہیں اور اس کے لئے آپ کو معلومات ہونی چاہئیں اور یہ معلومات پھر سیکرٹری (دعوت الی اللہ) کو آگے اس شخص تک پہنچانی چاہئیں۔ طریقِ کار سمجھانا چاہیئے۔ اب مَیں واپس چین ہی کی مثال پر آتا ہوں میرے پاس بہت سے چینی دوست ملنے کے لئے آتے ہیں۔ بالعموم براہِ راست فوری طور پر (دینِ حق) کا پیغام دینے کی بجائے مَیں پہلے اُن سے چین کے حالات اور چین کے مسائل کے متعلق بات کرتا ہوں اور جب وہ مسائل بتاتے ہیں تو کچھ دیر کے بعد بات آخر اخلاقیات پر ضرور پہنچتی ہے اور اُن کے راہنماؤں نے جو غلطیاں کی ہیں۔ اشتراکیت میں جو کمزوریاں ہیں جس کے نتیجہ میں چین آج اس حال کو پہنچا ہے ان سارے مسائل پر نظر ڈال کر جب بات کی جاتی ہے تو اُس شخص کا ایک ذاتی گہرا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میری قوم میں اُس کو دلچسپی ہے۔ میری قوم کے حالات سے واقف ہے اور جو بات کہہ رہا ہے درست ہے اور آخری تجزیہ ایسا ہے جو میرے دل کی بھی آواز ہے۔ جب اس طرح تعلق قائم ہو تو پھر اس مضمون کا رُخ بدلنا کوئی مشکل نہیں رہتا۔ پھر اخلاقیات کے موضوع پر کنفیوشس ازم کی مثلاً بات چل جاتی ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ کنفیوشس ازم کی اخلاقی تعلیم بنیادی طور پر چونکہ ایک ہی خدا کی دی ہوئی تعلیم ہے اس لئے (دینِ حق) کے ساتھ اس کا یہ تعلق ہے اور (دینِ حق) میں بھی یہ تعلیم ملتی ہے اور اس تعلیم کے سوا دنیا کا کوئی نظام چاہے وہ اشتراکی نظام ہی ہو جاری نہیں ہو سکتا تو بات سے بات نکلتے ہوئے کہیں سے کہیں پہنچتی ہے۔ ان موضوعات پر مختلف مواقع پر بعض دفعہ سوال و جواب کی مجالس ہیں، بعض دفعہ دوروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے دوران مختلف خطابات میں بہت سا مواد موجود ہے اس لئے کوئی سیکرٹری (دعوت الی اللہ) یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ کو تو شائد ان باتوں کا علم ہو مجھے علم نہیں ہے۔ میں نے اپنا علم آپ کے ساتھ SHARE کیا ہؤا ہے یعنی میرا علم اور آپ کا علم دو جداگانہ چیزیں نہیں رہیں جو احمدی کو علم ہوتا ہے وہ مجھے لکھ کر بھیجتا ہے اور میری توجہ اس کی طرف مبذول کراتا ہے۔ روزانہ کثرت سے ایسے خط ملتے ہیں جن میں بعض امور کا ذکر ملتا ہے کہ فلاں ملک میں فلاں جگہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا رجحانات ہیں اور بعض دفعہ اخبارات کے تراشے ملتے ہیں۔ بعض دفعہ بعض احمدی احباب کتابیں بھجواتے ہیں۔ کوئی بہت اچھی کتاب انہوں نے پڑھی ہو تو کہتے ہیں یہ ایسی کتاب ہے، جس کی معلومات کا دین کے ساتھ ایک تعلق ہے یعنی آپ کے کاموں سے ایسا تعلق ہے کہ آپ ان معلومات کے نتیجہ میں مزید فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور جماعت کی راہنمائی کے سلسلہ میں یہ آپ کے کام آنے والی باتیں ہیں۔ غرضیکہ ایسی ہی کئی تمہیدوں کے ساتھ کتابیں ملتی ہیں تو آپ جو مجھے علم دیتے ہیں میں اسے اپنے اندر سنبھال کر اور ایک کنجوس کی طرح تالے لگا کر تو نہیں رکھتا۔ آپ سے ملنے کے دوران، دوروں کے وقت، خطبات میں، سوال و جواب کی مجالس میں جو فیض میں جماعت سے پاتا ہوں وہ جماعت کو واپس کر رہا ہوتا ہوں اور یہ مضمون اکٹھا ہو کر ایک دریا کی شکل اختیار کر جاتا ہے تو اگر سیکرٹری (دعوت الی اللہ) باقاعدہ اپنے کام کے سلسلہ میں تیاری کرنے کی کوشش کرے تو اس کے لئے مواد بہت ہے۔ تیاری کے لئے ذرائع موجود ہیں لٹریچر کا مطالعہ، دُنیا کے حالات کا براہ راست مطالعہ،

اقلیتی طبقات کا مطالعہ کریں

مختلف ETHNIC گروپس جو اس ملک میں رہتے ہیں یعنی اقلیتی طبقات اُن کے متعلق مقامی طور پر اُن کی انجمنوں سے رابطے کر کے معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ اُن کے اقتصادی مسائل کے متعلق معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ اُن کے اخلاقی مسائل کے متعلق، اُن کے ملکوں کے اقتصادی، سیاسی وغیرہ مسائل پر معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ وہ معلومات جو حاصل کریں وہ مجھ تک پہنچائیں۔ جو مجھے ملتی ہیں میں اُن تک پہنچاتا ہوں اس طرح علم کا ایک ذخیرہ پیدا ہوتا ہے جو بڑھتا چلا جاتا ہے اور ان سب عمومی باتوں کا (دعوت الی اللہ) کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے کیونکہ جس شخص کو (دعوت الی اللہ) کی جائے جب تک اُس کی دلچسپی کے معاملات میں آپ کو دلچسپی نہ ہو۔ جب اُس کو یہ یقین نہ ہو کہ میری دلچسپی کے دائرے (دعوت الی اللہ) کرنے والے کی دلچسپی کے دائرے سے بالکل الگ نہیں ہیں کچھ ایسی مشترکہ زمین بھی ہے جہاں ہم دونوں ایک ہی طرح کی دلچسپی رکھتے ہیں اُس وقت تک اُس کے لئے اپنے پیغام میں دلچسپی پیدا کرنے کے امکانات بہت کم ہوں گے۔ اُس کی مزید وضاحت یوں کرتا ہوں کہ آپ کے لئے اس بات کا امکان کم ہوگا کہ آپ اُس کو اپنے پیغام میں دلچسپی لینے پر مجبور کر سکیں۔ آپ کو پہلے دلچسپی لینی ہوگی اور اُس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ اور باتیں آپ کو معلوم ہوں گی اور ان باتوں کے نتیجہ میں علم کی روشنی ملے گی۔ جس طرح کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا روشنی کے بغیر سفر نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اجنبی سے آپ مؤثر گفتگو نہیں کر سکتے۔ پہلے ٹٹول کر تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے اندازہ لگانا پڑتا ہے کہ یہ کس مزاج کا آدمی ہے اس لئے جب نئے دوست میرے پاس آتے ہیں تو ہمیشہ شروع میں اِدھر اُدھر کی چاروں طرف کی باتیں کر رہا ہوتا ہوں جو احمدی لے کر آتے ہیں وہ بھی حیران ہوتے ہوں گے کہ یہ سیدھی بات کرتا نہیں (دعوت الی اللہ) کی گفتگو نہیں کر رہا لیکن میں اس کے بغیر کر ہی نہیں سکتا جب تک مجھے یہ نہ پتہ لگے کہ کسی شخص کا مزاج ہے کیا؟ کن باتوں میں دلچسپی رکھتا ہے۔ اُس کے نظریات کیا ہیں۔ اس کے تجارب کیا ہیں۔ کیا تلخیاں دل میں ہیں۔ کیا خوشی کی باتیں ہیں۔ اُس وقت تک صحیح معنوں میں (دعوت الی اللہ) ہو ہی نہیں سکتی۔ پس وہی بات حکمت کی بات ہے جو قرآنِ کریم نے بیان فرمائی کہ (۔ النحل: ۱۲۶) حکمت سے اپنے رب کی طرف بلاؤ اور حکمت کا مضمون اتنا وسیع ہے کہ یہ جو باتیں بیان کر رہا ہوں یہ بھی اُسی مضمون کی بعض شاخیں ہیں۔

اب دیکھیں سیکرٹری (دعوت الی اللہ) کے لئے کتنی محنت درکار ہے اور کتنا وقت اُس کو صرف کرنا ہوگا۔ پھر وہ جس کو (دعوت الی اللہ) کے لئے تیار کر رہا ہے اُس کو یہ بتا سکتا ہے کہ آپ کے لئے ہمارے پاس یہ یہ مواد موجود ہے۔ اگر پاس بلغاریہ کے لوگ رہتے ہیں تو ان کے لئے ہمارے پاس خدا کے فضل سے یہ لٹریچر تیار ہو چکا ہے اور اگر رومانیہ کے لوگ ہیں تو اُن کے لئے ہمارے پاس یہ لٹریچر ہے۔ اگر ترک باشندے ہیں تو اُن کے لئے ہمارے پاس یہ کچھ ہے۔ اگر عرب ہیں تو اُن کے لئے ہمارے پاس یہ کچھ ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت دُنیا کی اکثر قوموں سے متعلق پوری جدوجہد کے ساتھ ایسا لٹریچر تیار کر رہی ہے جس کی ہمارے نزدیک اُن کو ضرورت ہے اور سیکرٹری (دعوت الی اللہ) اکثر ایسے ہیں جن کو پتہ ہی نہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ان کو نہ لٹریچر کی تفصیل کا علم ہے کہ کونسا شائع ہو چکا، نہ آڈیو وڈیو کی شکل میں جو (دعوت الی اللہ کے لئے) مواد ہے۔ اُس کے متعلق پورا علم ہے۔ وہی کیفیت ہے کہ

ع جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

جن کا کام ہے (دعوت الی اللہ کرنا اُن کو ان باتوں کا علم نہیں ہے اگر ان کو علم ہو تو پھر آگے اس علم کو دعوت الی اللہ کے لئے اپنا نام پیش کرنے والے ہر شخص تک پہنچانا ہوگا اور تفصیل سے سمجھانا ہوگا۔ پھر یہ بتایا جا سکتا ہے کہ رابطہ کرنے کا طریق کیا ہے اگر ایک بالکل اجنبی ہو اُس سے بھی رابطہ کیا جا سکتا ہے اور رابطے کے لئے تقریبات پیدا کی جا سکتی ہیں اس میں کوئی مشکل نہیں ہے۔

جب میں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتا تھا تو ہماری احمدیہ ایسوسی ایشنز کے بعض طلباء کے ساتھ اسی مضمون پر گفتگو ہوئی اور میں نے ان کو بتایا کہ میرے لئے تو رابطہ قائم کرنا کوئی مشکل نہیں ہے کیونکہ رابطہ پیدا کرنے کا گر آنا چاہئے کہ وہ ہے کیا؟ اور وہ گُر یہی ہے کہ اگر آپ کو کسی شخص میں دلچسپی ہے تو اُسے آپ میں دلچسپی ہوگی۔ میں نے مثال دی کہ ایک کھلاڑی ہے، ہاکی کا کھلاڑی ہے۔ اچھا کھیلتا ہے۔ کہیں بیٹھا ہو آپ اُس کے پاس جا کر کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تمہارا کھیل دیکھا تھا۔ میرے دل پر اُس کا بہت گہرا اثر پڑا تو اچانک اُس کے دل میں آپ کے لئے محبت اور نرمی کا گوشہ پیدا ہو جائے گا۔ پھر آپ اُس کو کہہ سکتے ہیں کہ میں اپنے لئے اعزاز سمجھوں گا اگر آپ میرے ساتھ چائے کی ایک پیالی پیئیں۔ اور پھر اس کے مضمون کی کچھ باتیں آپ شروع کر دیں تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ آپ کا ہاتھ جھٹکے۔ ہر شخص میں بعض خوبیاں ہیں۔ جھوٹی تعریف نہیں کرنی چاہئے۔ اس کا تو کسی (صاحب ایمان) کے لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر ہر شخص کی سچی تعریف کرنے کے امکانات ہیں اور یہی اُمید کا وہ روشن چراغ ہے جسے ہمیں لے کر (دعوت الی اللہ) کے معاملہ میں آگے بڑھنا ہے۔

امید کا روشن چراغ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے کوئی ایک بھی اس میں سے ایسی نہیں جو خوبیوں سے عاری ہو اور ہر جنس کے ہر فرد میں خواہ وہ اپنے کردار کی گراوٹ میں کہیں تک پہنچ چکا ہو پھر بھی کچھ خوبیاں رہتی ہیں۔ بعض چوروں اور بدکاروں میں بھی بعض ایسی بنیادی خوبیاں قائم رہتی ہیں کہ جن کے نتیجہ میں اُن کے لئے ہر وقت واپسی اور توبہ کا امکان روشن رہتا ہے تو ہر شخص کی خوبیوں کے ذریعہ آپ کا اس سے رابطہ ہونا چاہئے۔ ہر قوم کی بعض خوبیاں ہوتی ہیں۔ ان خوبیوں کو بھی آپ کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔ پس آغاز میں اگر آپ کسی شخص کو نہیں جانتے تو اُس کی بعض قومی خوبیوں کا ذکر کر سکتے ہیں۔ اگر اُس کو جاننے لگے ہیں تو رفتہ رفتہ اُس کی بعض اچھی باتیں تلاش کریں اور ان باتوں کا ذکر اس سے چھیڑیں اُس کا تعلق آپ سے بڑھنا شروع ہو جائے گا تو بہر حال یہ سمجھانا پڑے گا کہ رابطے کیسے کئے جاتے ہیں ان رابطوں کے سلسلہ میں۔

داعی الی اللہ کو خاطر مدارات بھی کرنی چاہئے

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کچھ نہ کچھ خاطر مدارات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ساتھ کرنی پڑیں گی اور اس کے بغیر گذارہ نہیں ہے۔ پس داعی الی اللہ کو اس بات کے لئے تیار رہنا چاہئیے اور اس ضمن میں مستورات کے لئے بھی بہت سے خدمت کے مواقع ہیں۔ بہت سی رپورٹیں جو مجھے مختلف جگہوں سے ملتی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ جن داعیین الی اللہ کی بیویاں حوصلے والی اور خدمت کرنے والی اور مہمان نواز ہیں ان کا دعوت الی اللہ کا کاروبار خوب چمکتا ہے اور بڑی جلدی اُن کے تعلقات کے دائرے بڑھتے ہیں۔ کوئی شخص جو آپ کے گھر آ کر آپ کی بیوی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا سوائے اس کے کہ بدقسمتی سے وہ کھانا بہت ہی خطرناک پکاتی ہو ایک دفعہ کھالے تو کچھ کمی بھی رہ گئی ہوگی تو وہ بہت ہی ممنون ہوگا اور شکریہ ادا کرے گا۔ اور اس کا ایک گہرا تعلق قائم ہو جائے گا تو اس طرح آپ کی بیویاں بھی اس میں حصّہ لے سکتی ہیں۔ آپ کے بچے بھی اگر آپ ان کی اخلاقی لحاظ سے تربیت کریں وہ ان سے پیار کا اظہار کریں، ان سے دل لبھانے والی اچھی باتیں کریں تو وہ جو دُور کا تعلق تھا اچانک قریب آتے آتے ایک خاندانی تعلق میں تبدیل ہو جائے گا تو دُور کے تعلقات کو قریب کرنا ایک باقاعدہ منصوبے کا تقاضا کرتا ہے اور اس کوچے کی آشنائی ہوتی ضروری ہے اور یہ باتیں محض عمومی نصیحتوں کے ذریعہ نہیں سمجھائی جایا کرتیں۔ انفرادی طور پر کام کر کے دکھانا پڑتا ہے تو اس طرح آپ دیکھیں کہ ایک سیکرٹری (دعوت الی اللہ) چند آدمیوں کو لے کر جاتا ہے اُس کے پاس اپنا کتنا وقت ہوگا وہ کہاں تک ان سب کاموں سے نپٹ سکتا ہے۔ کس کس تک پہنچ سکتا ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اصل طریق وہی ہے کہ جن دو تین ساتھیوں کو لے کر وہ جاتا ہے اُن سے پھر وہ بار بار کام لینا شروع کرے۔ ان کی تربیت کرے اور پھر مقامی دوستوں کو وہ ساتھ لینا شروع کریں۔ پھر حلقے تقسیم کریں تو ایک کام جو معمولی آغاز سے شروع ہوا وہ ایک وسیع کاروبار تک پہنچ سکتا ہے اور ساتھ اور لوگ شامل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

اس موضوع پر بھی وہی آیت کریمہ ہمارے کام آئے گی جو ہمیں دعا کا ایک طریق سکھاتی ہے (۔ بنی اسرائیل : ۸۱) کہ اے خدا! ہم ترقی کے جس مرحلے میں بھی قدم رکھتے ہیں۔ اس مرحلے کو ہمارا آخری مقام نہ بنانا بلکہ اگلے مقامات کے لئے دروازہ کھولنے والا مقام بنا دینا۔

(اس مرحلے پر حضور ایدہ اللہ نے ایمان والوں کے اس مرتبے کا ذکر کیا جس کی اللہ کی طرف سے تعریف کی جاتی ہے حضور نے تلقین فرمائی کہ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے دُعا کریں۔ کیونکہ یہ وہ مقام ہے جو اللہ عطا کرتا ہے اور کسی انسان کا اس میں دخل نہیں۔ اس مقام کی مختلف منازل ہیں۔ ان کو حاصل کیا جائے اس کے لئے مددگاروں کی ضرورت ہے۔ ان کے حاصل کرنے کی دعائیں کرتے رہیں۔)

بعض اوقات خاموشی جواب سے بہتر ہوتی ہے

گردوپیش کی میں بات کر رہا تھا، پھر آگے یہ جائزہ لینا ہوگا کہ کس جگہ کس قسم کے لوگ زیادہ توجہ دے رہے ہیں اور تجارب پر نظر رکھنی ہوگی۔ محض تجربے کا آغاز کر دینا کافی نہیں ہے۔ کئی جگہ آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ بعض دفعہ بعض طبقات میں نسبتاً کم دین کی طرف توجہ ہوتی ہے بعض دوسرے طبقات میں زیادہ توجہ پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ کس طریق پر رابطے پیدا کئے جائیں تو زیادہ توجہ پیدا ہوتی ہے۔ کس طریق پر پیدا کئے جائیں تو کم توجہ پیدا ہوتی ہے۔ غرضیکہ جو کام جاری کرنے ہیں ان کو متعلقہ افراد تک پہنچا کر، سمجھا کر اپنی طرف سے آپ کام مکمل کر بھی دیتے ہیں تب بھی بات ختم نہیں ہوتی۔ پھر ان کے تجارب پر نظر رکھنی پڑے گی اور اگلے سفر کے وقت جب آپ وہاں جاتے ہیں تو اُن سے پوچھنا ہوگا کہ جو ترکیبیں آپ کو پچھلی دفعہ بتائی تھیں۔ بتائیں ان پر کوئی عمل ہوا بھی کہ نہیں۔ کوئی رابطے ہوئے۔ کس نے کیا جواب دیا اور آپ کے پاس اس کا کیا جواب تھا۔ جب آپ اس رنگ میں ان سے گفتگو کرتے ہیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کے بہت سے جواب غلط تھے۔ بہت سے جواب ایسے تھے جو کسی کو قریب کرنے کی بجائے دُور پھینکنے والے تھے اور یہ باتیں مجھ تک تو خود پہنچ جاتی ہیں۔ اس لئے مجھے جا کر پتہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ پاکستان سے، افریقہ کے ممالک سے، فجی سے، جاپان سے، ہر (دعوت الی اللہ) کرنے والے کو شوق ہوتا ہے کہ مجھے بھی بتائے کہ کس طرح (دعوت الی) کی اور بعض تو اتنی لمبی لمبی رپورٹیں آتی ہیں کہ مجھے ان کو پڑھنے میں کئی دن لگتے ہیں۔ مگر جو تفصیل سے بات کرنے کے عادی ہیں انہوں نے تو بہرحال تفصیل سے ضرور بتانا ہے کہ فلاں آدمی سے یہ بات ہوئی۔ اس نے مجھے یہ کہا میں نے اس کو یہ کہا، اُس نے مجھے یہ کہا، میں نے اس کو یہ کہا، پھر یہ بات ہوگئی۔ پھر فلاں شخص آ گیا۔ پھر اس سے گفتگو شروع ہوگئی۔ پھر ایک اور آدمی آ گیا اُس نے بات ٹالنے کی کوشش کی۔ ساری تفصیل اس رپورٹ میں لکھی ہوتی ہے۔ اور پھر اس کو پڑھ کر بعض جگہ مجھے خوشی ہوتی ہے کہ بڑی حکمت سے عمدہ جواب دیا ہے۔ بعض جگہ کوفت ہوتی ہے کہ ہرانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ دل جیتنے کی کوشش نہیں ہو رہی۔ سختی سے کاٹنے والا جواب دیا جا رہا ہے اور اپنی طرف سے بڑے فخر سے مجھے بتایا جا رہا ہے کہ کس طرح ہم نے اس کو لاجواب کیا۔ حالانکہ لاجواب کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے ہمارا مقصد یہ ہے کہ دل جیتیں خواہ خود لاجواب ہو کر دل جیتیں اور یہ بھی ایک حکمت کا مضمون ہے۔ بعض دفعہ لاجوابی سے بھی دل جیتے جاتے ہیں۔ آپ ایک بات کو برداشت کر جائیں اور اُس کا جواب نہ دیں اور ایک درد آمیز خاموشی اختیار کریں۔ تو اُس کے نتیجہ میں بھی دل جیتے جاتے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے افریقہ کے ایک مُلک سے اسی مضمون پر ایک رپورٹ ملی کہ ہم کسی جگہ گئے وہاں عیسائیوں کا جو مناد تھا اس نے بہت بیہودہ زبان استعمال کی اور سختی کی اور ناپسندیدہ روّیہ اختیار کیا۔ اس پر ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ صبر سے کام لیں اور مقابل پر سختی نہ کریں۔ چنانچہ ہم صبر کے ساتھ اس دُکھ کو برداشت کرتے ہوئے خاموش رہے دوسرے دن وہ دلی معذرت کے ساتھ انتہائی شرمندہ حالت میں پہنچا۔ بار بار معافی مانگی اور عرض کیا آپ دوبارہ ہم سے بات کریں۔ دوبارہ (دعوت الی اللہ) کریں اور ہم سننے کے لئے حاضر ہیں۔ بڑی شرافت کے ساتھ گفت و شنید ہوگی۔ اس مضمون کا خط صرف ایک افریقہ سے نہیں آتا۔ مختلف جگہوں سے ملتے ہیں۔ بنگلہ دیش سے بھی اس مضمون کا ایک خط ملا۔ اور بھی کئی ایسے ہیں جن کا مجھے اب نام بھی یاد نہیں مگر روزمرہ کا تجربہ ہے کہ جو احمدی صبر کے ساتھ للّٰہی خاموشی اختیار کرتا ہے اُس کا جواب نہ دینا اُس کے لئے زیادہ دل جیتنے کا موجب بن جاتا ہے اور جو ایسا جواب دینا جانتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں دل جیتے ہی جاتے ہیں وہ تو بہرحال خدا کے فضل سے ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے اور اُس کے نتیجہ میں ہر (دعوت الی اللہ) ہر جدوجہد، ہر کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس کی جھولی میٹھے پھلوں سے بھرتی رہتی ہے تو دعوت الی اللہ کرنے کا گر سکھانا اور جائزہ لینا کہ کوئی اس معاملہ میں کیا غلطی کر رہا ہے اس کی کس رنگ میں درستی کی ضرورت ہے یہ بھی ایک بہت ہی اہم کام ہے۔ بعض اور باتیں جو میں نے محسوس کی ہیں ان میں سے ایک اہم بات یہ ہے کہ بعض لوگ بعض خاص لوگوں سے جب ایک دفعہ ٹکرا بیٹھتے ہیں اور (دعوت الی اللہ) کا سلسلہ شروع کر بیٹھتے ہیں تو یہ سوچتے ہی نہیں کہ اُن کے اندر قبولیت کا کوئی مادہ کم ہے۔ اور بعض ایسی عادتیں ہیں جن کے نتیجہ میں عام طور پر ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں ملا کرتی یعنی ضد ہے۔ تعصّب ہے۔ ہٹ دھرمی ہے اور قرآنِ کریم نے ہمیں آغاز ہی میں یہ مطلع فرما دیا کہ یہ کتاب (۔ بقرہ : ۳) (متقیوں کے لئے) ہے۔ یہاں متقین سے مراد ابتدائی تعریف کے طور پر یہ ہے کہ وہ لوگ جو سچی بات کو دیکھتے ہیں تو سچی بات کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں یعنی ضد اور تعصّب نہیں ہے تو تقویٰ کا پہلا قدم یہ ہے کہ انسان میں یہ صلاحیت موجود ہو کہ دن کو دن کہہ سکے اور رات کو رات کہہ سکے اس کے لئے کوئی بڑی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ انسانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فطرت کی ایک طبعی کیفیت کا نام ہے تو ایسے لوگ جن کو یہ فطری سچائی نصیب نہ ہو اُن سے آپ جتنا چاہیں سر ٹکرائیں ان کو ہدایت نہیں ملے گی. سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس بنیادی بیماری کو دُور فرما دے۔ پس بجائے اس کے کہ آپ اپنا وقت اس امید پر ان بیماروں پر ضائع کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ شائد ان کا دل بدل دے۔ جو بیمار نہیں ہیں ان کی طرف کیوں نہیں توجہ کرتے جب آپ کے پاس کافی وقت نہیں ہے کام زیادہ ہے تو پہلے ان چیزوں پر ہاتھ ڈالیں جن کو قبضہ میں لینا آسان تر ہے۔ پہلے مشکل چیزوں پر ہاتھ ڈالیں گے تو نتیجہ بہت کم اور بہت دیر سے نکلے گا اس لئے (دعوت الی اللہ) کے وقت اس بات کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ ایک آدمی کو کس وجہ سے REJECT یعنی نظر انداز کر دینا چاہیئے اور کس وجہ سے نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ بھی اپنی ذات میں ایک گہرے غور کا مضمون ہے۔ میں وضاحت سے آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس بات کو نظر انداز نہ کریں کہ وہ سمجھنے میں دیر کر رہا ہے یا کسی اور وجوہات کی وجہ سے اس کے لئے قبول کرنا مشکل ہے، اگر اس کی فطرت میں صفائی ہے، اگر اس کے اندر جھوٹ اور تعصّب نہیں ہے تو خواہ دوسری کتنی ہی برائیاں کیوں نہ ہوں اس کی اصلاح ممکن ہے۔ اس لئے بد کہہ کر کسی کو نہیں چھوڑنا ورنہ جس طرح حسن سب میں ہے بدیاں بھی سب میں ہوتی ہیں۔ آپ کو بنا یا بنایا فرشتہ تو (دعوت الی اللہ) کے لئے نہیں ملے گا۔ اگر بنا بنایا فرشتہ ہے تو پھر شاید وہ آپ کو (دعوت الی اللہ) شروع کرے کیونکہ آپ میں اس کی نسبت زیادہ برائیاں ہوں گی۔

پس برائیوں کے نتیجہ میں نہیں چھوڑنا۔ ایک بات یاد رکھیں قرآن کریم نے ابتداء میں جو تعریف فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ جس کے اندر سچائی کی روشنی نہیں ہے، جس کی طبیعت میں کجی ہے اس کی آپ اصلاح نہیں کر سکتے جتنا چاہیں آپ اصلاح کی کوشش کریں ان کی آپ اصلاح نہیں کر سکتے۔ اسی مضمون کو کچھ آیات کے بعد مزید کھولتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (بقرہ: ۸) ان کی اندرونی کجی ان کی صلاحیتوں کی راہ میں حائل ہو گئی ہے۔ صلاحیتیں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو عطا فرمائی ہیں۔ کان بھی ہیں لیکن کانوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔ کان بھاری ہو گئے ہیں۔ کانوں کے اوپر بوجھ پڑ گئے ہیں۔ آنکھیں ہیں لیکن آنکھوں کے اوپر پردے پڑ گئے ہیں. دل ہیں مگر دل اندھے ہو چکے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جن کے اوپر مہریں لگی ہوئی ہیں۔ پس مہر زدہ آدمیوں پر بے وجہ لمبے وقت ضائع کرنا یہ درست نہیں ہے۔ آپ کے قیمتی وقت کا ضیاع ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر ایک اور بات سے بھی احتیاط بہت لازم ہے کہ یہ کہہ دیا جائے کہ جی! یہ سارا علاقہ ہی مُہر زدہ ہے۔ ان میں ہدایت قبول کرنے کا مادّہ ہی کوئی نہیں۔ یہ جو عام فتویٰ دینا ہے یہ ایک بہت خطرناک بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اپنی کمزوریوں کو خدا کی تقدیر کے سر پر تھوپنے کی کوشش کر رہے ہیں گویا خدا تعالیٰ نے ساری زمینیں ہی بنجر پیدا کی ہیں۔ آپ بے چارے کیا کر سکتے ہیں۔ جب زمینوں نے قبول ہی نہیں کرنا تو آپ کا کیا قصور۔ اس لئے اس فتویٰ میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے لیکن حکمت اور گہرائی کے ساتھ جائزہ لے کر انفرادی طور پر یہ فتویٰ دیا جا سکتا ہے اور جن لوگوں میں آپ ضد اور تعصّب دیکھیں ان کو چھوڑ کر سعید فطرت لوگوں کی طرف متوجہ ہوں۔

دوسروں کو ہرانے کی بجائے خود ہار قبول کر لیں

ہندوستان کے زمانہ میں مجھے یاد ہے لاہور میں جب ہم طالب علم ہوا کرتے تھے تو ہمارے بعض دوست (دعوت الی اللہ) کا بہت ہی شوق رکھنے والے تھے۔ ساری عمر انہوں نے (دعوت الی اللہ) کا اور ساری عمر ایک بھی پھل نہیں لگا۔ وجہ یہ ہے کہ جو ضدی آدمی چُنے ہوئے تھے ان سے ہی ٹکراتے رہے۔ آج وہ یہ دلیل لے کر آیا کل یہ دوسری دلیل لے کر آ گئے۔ ہر روز ہنگامے، ہر روز گفت و شنید، گرم گرم بحثیں یہاں تک کہ بعض دفعہ لڑائیوں تک بھی نوبت پہنچ جاتی تھی۔ مگر وہ ان دوستوں کے ساتھ آپس میں اس طرح جُڑ چکے تھے کہ علیحدہ نہیں ہو سکتے تھے اور ساری عمر اپنی ضائع کر دی اگر ان کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تو آسانی کے ساتھ خدا کے فضل سے ایسے سعید فطرت مل سکتے تھے لیکن کیوں ایسا نہیں کیا؟۔ یہ سوال ہے جس کو آپ کے لئے سمجھنا ضروری ہے۔

انانیت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ بعض قسمیں دبی ہوئی شکل میں بھیس بدلی ہوئی شکل میں موجود ہیں۔ بعض دفعہ جس سے ایک دفعہ دینی گفتگو میں مقابلہ شروع ہو جائے۔ اگر آپ اُس کے کسی سوال کا جواب نہ دیں اور یہ کہہ دیں کہ جی! میں تمہیں دیکھ چکا ہوں۔ بس کافی ہو گئی۔ میں ہار گیا سمجھ لو تو اگر آپ میں یہ کہنے کی صلاحیت نہیں ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ کسی موقع پر میں نے اپنی ذات کی ہار قبول ہی نہیں کرنی تو آپ ایسے شخص سے پھر کبھی پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ ایک تلخ گھونٹ پینے کے لئے آپ کو تیار ہونا پڑے گا۔ ایک موقع پر آپ کو یہ کہنا پڑے گا میاں تم جیت گئے میں ہار گیا۔ میرے پاس جواب نہیں ہے یعنی تمہاری ان کج بحثیوں کا جواب نہیں ہے۔ تم مجھے ہارا ہوا سمجھ لو لیکن خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دو۔ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے تو بعض دفعہ اس کی مخفی انانیت کہتی ہے کہ لو جی تم شکست کھا گئے۔ اپنے آپ کو تم نے نیچا دکھا دیا اور یہ روک اس سے پیچھا چھڑانے میں حائل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جن صاحبان کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ ایک سے زائد ہیں جو میرے ذہن میں ہیں۔ بعض فوت ہو گئے بعض زندہ بھی ہیں۔ ان کی یہ عادت ان کی (دعوت الی اللہ) کے مؤثر ہونے کی راہ میں ہمیشہ روک رہی اور وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے لئے جواب دینا ضروری ہے اور اچھے جواب لے کر آتے تھے مگر جس نے قبول ہی نہیں کرنا اس کو اچھے یا بُرے جواب سے کوئی بحث نہیں ہے اُس نے بہر حال قبول نہیں کرنا تو یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ کوئی شخص چند خاص قسم کے لوگوں کے ساتھ مسلسل سر تو نہیں ٹکرا رہا۔ میں جب جرمنی گیا تو وہاں یہووا وٹنس والے بڑے سرگرم عمل دیکھے۔ افریقہ میں بھی آجکل بڑا کام کر رہے ہیں۔ بعض دوستوں سے جب فیملی ملاقات ہوئی اور (دعوت الی اللہ) کی بات ہوئی تو انہوں نے بتایا جی کہ ہم (دعوت الی اللہ) کر رہے ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جب مزید پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہووا وٹنس والوں سے وہ اپنا سر کھپا رہے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو تمام عیسائیوں میں سب سے زیادہ متعصب ہیں اور رجڈ (RIGID) ہیں۔ ان کی عقلی حالت ایسی ہے کہ ان کے اندر بدلنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اور ایک خاص قسم کا دماغ ہی ہے جو وہ یہووا وٹنس بنتے ہیں۔ یہووا وٹنس کے لئے جو صلاحیتیں چاہئیں ان میں دماغ کی کروکڈنیس (CROOKEDNESS) ضروری ہے اور کچھ نظر کی تنگی ضروری ہے اس کے بغیر اچھا یہووا وٹنس بن ہی نہیں سکتا تو (-) بعض کہیں ایسے نکل آتے ہیں جو یہووا وٹنس بننے کے اہل نہیں ہوتے پھر بھی بن جاتے ہیں اور ایک احمدی ان کو ان ٹھوکروں سے بچا بھی لیتا ہے۔ مثلاً جاپان سے مجھے ایک خط ملا جس سے پتہ لگا کہ ایک یہووا وٹنس والا اتنا سعید فطرت تھا کہ چند باتوں میں ہی اُس کا دل یہووا وٹنس سے ہٹ کر (دینِ حق) کی طرف مائل ہو گیا لیکن وہ دُور کی قومیں ہیں۔ ان کو عیسائیت کا اتنا زیادہ گہرائی سے علم نہیں اور گہرائی سے اتنا تعلق نہیں ہے۔ مگر عیسائیوں میں بعض تبلیغی فرقے ایسے ہیں جو دماغ کی کمزوری اور صلاحیتوں کے منجمد ہونے کی وجہ سے مذہبی بنے ہوئے ہیں (-) جہاں بے وقوفی ضد میں بدل جائے وہاں جو چاہیں کریں آپ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے تو اُن کو میں نے سمجھایا۔ میں نے کہا تم کیوں اپنا وقت ضائع کر رہے ہو اور اگر یہووا وٹنس والوں سے بات کرنی ہے تو کم سے کم پتہ تو کرو کہ اُن کو کس طرح گلے سے اتارا جا سکتا ہے۔ یا وہ سیدھے ہوں یا تمہیں منہ دکھانے کے لائق نہ رہیں۔ ان سے گفتگو کی طرز اور ہونی چاہیئے۔

اس قسم کی ایک خاتون ایک دفعہ مجھ سے ملنے تشریف لائی تھیں، گفتگو کرنے لگیں۔ میں نے کہا تم مجھے پہلے یہ بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریمؑ اور خدا کے تعلقات کیا ہیں۔ وہ واقعۃً بتیا ہیں ہاں جی!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بالکل پکا بیٹا اس میں تو شک کا کوئی سوال ہی نہیں۔ میں نے کہا تو حضرت مریمؑ پر ماں ہوئیں۔ تو کہا کہ طبعی بات ہے ماں ہیں۔ خدا باپ ہے تو حضرت مریمؑ پھر خدا کی بیوی کہلائیں نا پھر۔ کہ وہ نکاح نہیں ہُوا تو پھر یہ رشتہ جو ہے بڑا گندا رشتہ بنتا ہے اور ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق سے کوئی گندا رشتہ قائم ہو اور اگر نکاح ہُوا ہے یعنی آسمان پر ہی ہُوا ہو۔ ضروری نہیں کہ دُنیا میں پڑھایا گیا ہو تو پھر منکوحہ بیوی بن گئی ہیں۔ اب مجھے اگلا مسئلہ یہ سمجھاؤ کہ جب یوسف نجّار سے شادی کی تو کیا خدا نے طلاق دی تھی یا دو خاوند کئے ہیں۔ ایک خاوند خدا تھا جس سے مسیح پیدا ہوئے اور ایک یوسف نجّار تھا جس سے اور بہت سے بچّے پیدا ہوئے تو یہ مسئلہ حل کرو۔ اب ایسے مسائل جو عقلی نقطۂ نگاہ سے پیش کئے جائیں ان کا کوئی جواب نہیں ہے آپ آزما کر دیکھ لیں۔ ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے گفتگو کرنی چاہیئے، اس میں کوئی شک نہیں۔ دل آزاری کی خاطر نہیں سمجھانے کی خاطر یہ اشکال اُن کے سامنے رکھے جا سکتے ہیں۔ ایک دو کے ساتھ آپ اس طرح کی عقلی دلائل سے گفتگو کریں تو آپ اُن کو بلائیں گے بھی تو وہ آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔ جہاں اُس میدان میں وہ آپ کو چیلنج لائیں یعنی بائیبل کے بعض ایسے بیانات جن کو نہ وہ خود سمجھتے ہیں نہ عام آدمی کو سمجھنے کی استطاعت ہے۔ گہرے مضمون سے تعلق رکھتے ہیں تو آپ جو چاہیں کریں آپ کبھی ان کی اصلاح نہیں کر سکیں گے۔ اور ہمیشہ وہ یہ سمجھیں گے کہ ابھی یہ ہمارا شکار ہے تو اس لحاظ سے بھی تفصیلی چھان بین سیکرٹری (دعوت الی اللہ) کو اور اس کے ساتھیوں کو کرنی پڑے گی کہ جن لوگوں کو (دعوت الی اللہ) کر رہے ہیں وہ کون لوگ ہیں، ان کے ردّ عمل کیا ہیں۔ یہ زمین جیت رہے ہیں یا خود ابہام کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

بڑا وسیع مضمون ہے اور بڑے وسیع دقّت کا تقاضا کرتا ہے۔ بہت سے ایسے تربیت یافتہ مددگاروں کی ضرورت ہے۔ بہت دُعاؤں کی ضرورت ہے لیکن چونکہ اب وقت کافی زیادہ ہو چکا ہے۔ میں نے گھڑی پر نظر ذرا دیر میں ڈالی ہے۔ اس لئے اس مضمون کو میں یہاں ختم کرتا ہوں۔ (اللہ نے چاہا تو) آئندہ خطبہ سے دوبارہ اس مضمون کو شروع کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صرف سمجھنے کی توفیق نہ بخشے بلکہ جو ہم سمجھیں اس کو عمل میں ڈھالنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔"

روحانی کیفیات کا نقشہ

بعض دفعہ انسان پیاسا لیٹتا ہے اور کشف میں اُسے محبت الٰہی کا پیالہ پلایا جاتا ہے۔ جس سے اُس کے مادی جسم میں بھی طراوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس کی پیاس دور ہو جاتی ہے۔ اب گو اسے ایک پیالہ پلایا گیا۔ جس سے اس کی پیاس بھی بجھ گئی مگر روحانی نقطۂ نگاہ سے اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ہم نے اس کے دل میں اپنی محبت پیدا کر دی۔ اسی طرح جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کشفی حالت میں پانی اور شراب اور دودھ کے پیالے پیش کئے گئے اور آپ نے صرف دودھ کا پیالہ لے لیا اور پانی اور شراب کا پیالہ ردّ کر دیا۔ تو گو دودھ کے پیالہ کی یہ تعبیر تھی کہ آپ کی امت ہلاکت سے بچی رہے گی اور اُسے الٰہی علوم سے ہمیشہ حصہ ملتا رہے گا۔ مگر ہم تمثیلی طور پر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے جسم نے اس وقت پیاس محسوس کی جس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دودھ کا پیالہ دیا گیا اور اس کے پینے سے آپ کو اس قدر سیری ہوئی کہ آپ کی پیاس بالکل جاتی رہی۔ سارے جھگڑے صرف اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ انسان ان باتوں کو جسمانیات کی طرف لے آتا ہے۔ حالانکہ ان کا تعلق جسمانیات سے نہیں بلکہ روحانیات سے ہے۔ اگر انسان ہر بات کو روحانی نقطۂ نگاہ سے دیکھے اور سمجھے کہ ننگے پیر ہونا بھی روحانیت کی دنیا میں ایک مفہوم رکھتا ہے۔ ننگے بدن ہونا بھی ایک مفہوم رکھتا ہے۔ نامختون ہونا بھی ایک مفہوم رکھتا ہے۔ گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہونا بھی ایک مفہوم رکھتا ہے۔ تو خواہ اس سے بھی بڑھ کر عجیب و غریب حدیثیں آ جائیں وہ فوراً سمجھ لیتا ہے کہ وہاں کی روحانی کیفیات کا یہ ایک ظاہری نقشہ صرف ہمیں سمجھانے کے لئے کھینچا گیا ہے۔ ورنہ ہر ظاہر ایک باطن بھی رکھتا ہے اور اصل چیز وہی باطن ہے جو خالص روحانی چیز ہے اور مادیات سے بہت بالا۔

(حضرت فضلِ عمر اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے)

روایتی زیورات
جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: دکان ۶۴۹ : رہائش ۱۷

کیوریٹو سسٹم
سے آپ کیا کیا فائدے
حاصل کر سکتے ہیں؟ لٹریچر مفت
ایک روپے کا واپسی ٹکٹ بھیج کر منگوائیں
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ پاکستان

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

نئی اور پرانی امراض کی دیرینہ علاج گاہ
بھٹی ہومیوپیتھک کلینک
اینڈ سٹور
رحمت بازار ربوہ
ڈاکٹر منصور احمد بھٹی پریکٹیشنر ۱۹۳۷ء سے
ڈاکٹر مسرور کریم بھٹی
D.H.MS
R.H.M.P

دو سو سالہ ہومیو علاج کے تجربات و تحقیق کا نچوڑ || "جرمن ہومیو علاج" || جدید دور کا جدید ترین علاج

بے اولاد
نرینہ اولاد سے محروم حضرات کے لئے تحفہ
"جرمن ہومیو علاج"
اوقات کار: بعد نماز عصر تا نماز عشاء

تمام امراض، خاص کر پرانے اور پیچیدہ امراض مثلاً کمر درد، سر درد، شوگر، نزلہ زکام، قبض، اسہال، بال گرنا، سفید ہونا، جوڑوں کا درد، موٹاپا، مرگی، ہسٹیریا، بلڈ پریشر، کیل مہاسے، قد کا نہ بڑھنا، گیس، معدہ، پتّا، گردہ، مشانہ، قلب، جلد اور مردانہ و زنانہ امراض کا جرمن سیل بند ادویات پر مشتمل۔
اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت مؤثر اور کامیاب ترین "جرمن ہومیو علاج" ضرور آزمائیں
اس کے علاوہ جرمنی و فرانس کی سیل بند ادویات برائے فروخت موجود ہیں
عزیز ہومیوپیتھک سٹور۔ یونیورسٹی روڈ۔ رحمان کالونی ربوہ
فون: ۲۱۱۴ (۰۴۵۲۴)
پوسٹ کوڈ: ۳۵۴۶۰

آپریشن کے بغیر
ناک، پراسٹیٹ، ریڑھ کی ہڈی کے امراض۔ السر، پتھری، رسولی، گومڑ اور بواسیر کا کامیاب علاج
"جرمن ہومیو علاج"
تعطیل: بروز اتوار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حبوب مفید اٹھراء // ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

فون ۶۳۴

چھوٹی شیشی : ۱۶ روپے ، بڑی شیشی ۴۸ روپے

پاک گولڈسمتھ

اقصیٰ روڈ طارق مارکیٹ ربوہ

فون ۶۴۳/۵۵

عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب

نگران : حکیم منوّر احمد ابن حکیم عبدالعزیز

عزیز دواخانہ رجسٹرڈ چک چٹھہ نزد حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

مینجر : حکیم ناصر احمد قمر ابن حکیم منوّر احمد

مرض اٹھرا کی شکار ۔ نرینہ اولاد سے محروم ۔ دکھی عورتوں کیلئے

دواخانہ محافظ صحت

کوٹ نہال سنگھ ۔ مین سٹریٹ ۲ پرلیس

المشہور :- حکیم عطاء الرحمٰن علوی ابن حکیم نظام جان سند یافتہ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر

زنانہ و مردانہ ۔ پیچیدہ و پوشیدہ امراض کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں // خط و کتابت : حکیم عطاء الرحمٰن علوی ابن حکیم نظام جان ★ گراس چوک ۔ اوکاڑہ

ضرورت ہے

سندھ اور بلوچستان سے تعلق رکھنے والے کم از کم میٹرک پاس محنتی نوجوان جو ادویات کی سیل اور بکنگ کے کام کو بطور پیشہ اپنانا چاہتے ہوں، مندرجہ ذیل پتہ پر مکمل کوائف کے ساتھ امیر صاحب جماعت کی تصدیق سے درخواستیں بھجوائیں ۔ معاوضہ انتہائی معقول اور مزید ترقی کے روشن امکانات ہیں۔

مینجر کیور ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ فون ۷۷۱ / ۶۰۶

خوشخبری

ہر قسم کی قانونی و دیگر کتب کی جلد بندی کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

شیائے غلام نبی اینڈ سنز

۱۴ بنگالی گلی گنپت روڈ لاہور فون نمبر ۲۳۳۰۱۴

• نرینہ اولاد سے محروم • بے اولاد • سوکھا • گرمی • گیس کا علاج کرنیوالے

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

سب آفس : چوک گھنٹہ گھر پوسٹ بکس ۱۹ گوجرانوالہ فون : ۴۴۸۴۴ - ۰۴۳۱

ہیڈ آفس : نزد پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ گوجرانوالہ فون : ۷۶۴۹۷ - ۰۴۳۱

زیرنگرانی : حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں :
• ربوہ : اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس • ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
• لاہور : ۱۰ - جوہر ویو فیز I نزد آخری سٹاپ وفاقی کالونی نیو کیمپس
• کراچی : نزد ڈاکخانہ محمود آباد ۳ • چوک قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
• اسلام آباد : سیکٹر ۱/۲-۱ گلی ۱۱ مکان ۲۰۲۹ نزد انڈسٹریل ایریا۔

خواتین کے لئے انتظام کے ساتھ

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان

الحمد جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

حنیف

ہومیو پیتھک کلینک

حنیف ہومیو پیتھک کلینک بجائے دکان نمبر ۱۷۶ کے اب اسی مارکیٹ کی دکان نمبر ۸۴ میں منتقل ہو گئی ہے۔

خاکسار :- ہومیو پیتھک ڈاکٹر محمد حنیف آف کوئٹہ حال لاہور

قدیمی • اوّلین • شہرہ آفاق

۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر ۔ گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷

برانچیں

• کراچی : فون : ۴۱۳۲۵۱
• لاہور : 1-D-3 گلشن راوی
• ملتان : چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
• منڈی بہاؤالدین : بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
• رحیم یار خان : فون : ۴۷۹۹
• ربوہ : اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۴

نئی صدی کی عرابے گزرنے کا حق ادا کرنے کیلئے

اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کیجئے

الرحیم جیولرز

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی

فون: 629443 626280

مکان برائے فروخت

مکان ۱/۲-۳۱ A محلہ دارالبرکات ربوہ

رقبہ ۵ مرلے

مکان میں

• گیس • بجلی • پانی کی سہولت میسّر ہے

غلام محمد دارالبرکات ربوہ